جمعِ قرآن پر ایک نظر

قاضی عبدالصمد صاحب صارم سیوہاروی

برہان میں جمع قرآن پر بعض مضامین نکلے ہیں، میں اسی سلسلہ میں چند سطور پیش کرتا ہوں امید ہے کہ اہلِ علم کے لئے اُن کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

قرآن مجید رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں بین الدفتین جمع ہوگیا تھا علامہ بدرالدین عینی نے شرح بخاری میں لکھا ہے ان الذین جمعوا القراٰن علی عھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یحصیھم عدد ولا یضبطھم احد۔

کنزالعمال جلد اول میں ایک حدیث ہے کہ رسولِ کریم نے کچھ قرآن لٹکے ہوئے دیکھے تو فرمایا کہ یہ تم کو فریب نہ دیں خدا ایسے شخص کو عذاب نہ دے گا جسے قرآن یاد ہو، یعنی ان کے بھروسہ پر حفظ سے غافل نہ ہو جانا طبقات ابن سعد جلد دوم میں کئی حدیثیں ہیں جن میں قرآن جمع کرنے والے صحابہ کے نام آئے ہیں مجھے اس وقت تک پچیس نام تحقیق ہوئے ہیں، ابوداؤد میں حدیث ہے کہ رسولِ کریمؐ نے فرمایا قرآن کو دشمن کی سرزمین میں نہ لے جاؤ، یہ صورتیں جب ہو سکتی ہیں کہ کوئی چیز مجلد ہو، قرآن کی اندرونی شہادت بھی اس پر موجود ہے جا بجا کتاب کا لفظ آیا ہے کہیں صحف ہے صحف اور کتاب جب ہی کہا جائے گا جب کوئی مجموعہ لکھا ہوا مرتب ہو۔ اور (لا یمسہ الا المطھرون) چھوئی وہی چیز جائے گی جو مکتوب و مجموع ہوگی، بعض اصحاب نے اپنے لکھے ہوئے قرآن حضور کو ملاحظہ بھی کرائے تھے، حضرت علیؑ کے متعلق روایت ہے احد من جمع القراٰن و عرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسی ہی روایت معارف ابن قتیبہ میں زید بن ثابتؓ کے متعلق ہے۔

شاید کسی کو خیال ہو کہ "جمع" حفظ کرنے کو بھی کہتے ہیں لہذا عرض ہے کہ جمع کے معنے اکٹھا کرنا۔

ضم کرنا۔ تالیف کرنا۔ ہیں حفظ کرنا نہیں حفظ کے لئے جمع کا استعمال مجازاً ہے مجازی معنی جب لئے جاتے ہیں کہ حقیقی معنی کا مراد لینا صحیح نہ ہو سکتا ہو۔

خود بخاری میں ہے (ان علینا جمعہ وقرآنہ تالیف بعضہ الی بعض فاذا قرأناہ فاتبع قرآنہ فاذا جمعناہ والفناہ فاتبع قرآنہ ای ماجمع فیہ ویقال لیس لشعرہ قرآن ای تالیف)

جس جگہ صحابہ کے حفظ قرآن کا ذکر آیا ہے وہاں اکثر حفظ کا لفظ استعمال ہوا ہے، ابوموسیٰ اشعری رض کے متعلق ہے (حفظ القرآن وعرضہ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ مفتاح جلد ا صفحہ ۳۵۵)

(وفی الریاض من حدیث ابو ثور الفہمی عن عثمان لقد جمعت القرآن علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ) اس کے بعد تفسیر فتح العزیز کی اس عبارت کو پڑھنا چاہئے (وابن ابی داؤد در کتاب المصاحف ودیگر محدثان معتبر روایت کردہ اند کہ چوں مصریاں در خانہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ برائے کشتن در آمدند مصحف مجید پیش روے ایشاں بود و می خواندند اول آں اشقیا بر ہر دو دست ایشاں شمشیر زدند خون ایشاں جاری شد و بر ہمیں آیت افتاد فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم ایشاں بیک دست خود آں خون را از مصحف دور می کردند و می فرمودند کہ قسم بخدا کہ ایں دست اول دستے است کہ نوشتہ است مفصل قرآن را)

ان دونوں روایتوں کے ملانے کے بعد جمع سے مطلب تالیف حاصل ہوتا ہے۔

استاذن رجل علی رسول اللہ وھو بین مکۃ والمدینۃ فقال انہ قد تاتنی اللیتہ جزء من القرآن فانی لا اوثر علیہ شیئ۔ (کتاب المصاحف)

اس روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کے پاس بہت سے جزوں پر قرآن لکھا ہوا تھا

ثم ان القرآن جمع علی عہد رسول اللہ وعلی عہد ابی بکر وکان کثیرون جمعھا فی مصاحف

یتلونہا فی بیوتہم (دائرۃ المعارف فرید وجدی)

اور بہت سی روائتیں اور اقوال ہیں جن سے صاف ثابت ہے کہ قرآن عہدِ رسول میں مرتب و مکمل بین الدفتین ہو گیا تھا۔

بخاری میں روایت ہے کہ جنگ یمامہ میں بہت سے حفاظ شہید ہو گئے تو حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ میری رائے ہے کہ آپ قرآن کو جمع کرنے کا حکم دیں بحث مباحثہ کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کی رائے کو تسلیم کر لیا، اور زید بن ثابت کو اس پر مامور کیا زیدؓ کا بیان ہے کہ میں نے قرآن کو کھجور کے پٹھوں، پتھر کے ٹکڑوں، آدمیوں کے سینوں سے جمع کیا سورہ برأت کی آخری آیت ابوخزیمہ کے پاس سے ملی یہ جمع شدہ قرآن عمر بھر ابوبکرؓ کے پاس رہا، ان کے بعد عمرؓ کے پاس رہا، پھر ام المومنین حضرت حفصہؓ کے پاس رہا حضرت زید نے یہ بھی بیان کیا کہ یہ کام مجھ کو ایسا دشوار معلوم ہوا کہ اس کے مقابلہ میں پہاڑ کا ہٹا دینا سہل تھا۔

اس روایت سے حسب ذیل اعتراضات پیدا ہوتے ہیں۔

۱۔ جب رسول کریمؐ کی حیات میں قرآن جمع ہو کر مجلد ہو گیا تھا تو اب حضرت عمرؓ نے کس جمع کا مشورہ دیا۔

۲۔ جب قرآن بین الدفتین تھا تو پتھر کے ٹکڑوں کھجور کے پٹھوں سے کیوں جمع کیا گیا۔

۳۔ جب قرآن جمع شدہ تھا تو زید بن ثابت کو اس قدر دشوار کیوں معلوم ہوا۔

۴۔ ابوخزیمہ جو آیت لائے وہ کسی اور کے علم یا تحریر میں تھی یا نہیں اور اس کا خصوصیت سے کیوں ذکر کیا گیا۔

ان اعتراضات کے جواب لکھنے سے پہلے ان چند امور کو ذہن نشین کرنے کی ضرورت ہے۔

اول یہ کہ وہ زمانہ خلافت ابوبکرؓ کا تھا رسول کریمؐ موجود نہ تھے جن کی ہر بات پر سرخم ہوتے تھے۔

ابوبکرؓ رسولِ کریمؐ کے صحابی تھے اور بھی سب صحابی تھے، بڑی حد تک برادری برابری کی تھی تھی

دوم یہ کہ چاروں طرف ہنگامے برپا تھے، عرب میں ارتداد پھیل گیا تھا، مدعیانِ نبوت کھڑے ہوگئے تھے اسلام کے خلاف ہر قسم کی سازشیں جاری تھیں۔

سوم یہ کہ رسولِ کریمؐ کے عہد سے قرون ثلاثہ کے بعد تک محدثین وائمہ اُس راوی کو ضعیف سمجھتے تھے جو تحریر دیکھکر روایت کرے بہ نسبت تحریر کے حفظ پر زیادہ اعتماد تھا۔

چہارم یہ کہ رسولِ کریمؐ کے عہد میں قرآن کے لکھنے والے تین قسم کے آدمی تھے ایک تو وہ جو کوئی آیت یا سورت اپنے یاد کرنے اور یاد رہنے کے لئے لکھتے تھے، یہ لوگ صرف بقدر حاجت لکھتے تھے ان کو ترتیب وغیرہ کا نہ لحاظ تھا نہ اس کی ضرورت تھی، جیسے حضرت عمرؓ کے بہنوئی سعید بن زیدؓ کے پاس جو تحریر تھی جس کو حضرت عمرؓ نے ملاحظہ کیا اس میں یہ آیات لکھی ہوئیں تھیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سبح للہ ما فی السموات والارض وھو العزیز الحکیم لہ ملک السموات والارض یحیی ویمیت وھو علیٰ کل شئ قدیر (سورۃ حدید)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ الا تذکرۃ لمن یخشیٰ تنزیلا ممن خلق الارض والسموات العلیٰ الرحمٰن علی العرش استویٰ

یہ آئتیں مختلف سورتوں مختلف سپاروں کی ہیں، یہ رواج اب تک بھی قائم ہے اہل ورد نے دلائل الخیرات، حزب البحر، وغیرہ میں جا بجا مختلف آیات جمع کی ہیں اور بعض نے پنج سورہ، ہفت سورہ، دہ سورہ، مرتب کئے ہیں۔ دوسرے وہ تھے جو کسی آیت اور سورۃ کو لکھتے تھے تو اس کے ساتھ بطور یادداشت وہ ان کی تفسیر بھی لکھ دیتے تھے جو حضورؐ نے فرمائی۔ تیسرے وہ تھے جو آیات و سورۃ کو ترتیب سے لکھتے تھے، جیسے زید بن ثابتؓ کی روایت ہے (نولف القرآن من الرقاع)

پنجم یہ کہ رسولِ کریمؐ امی تھے اور مکمل وحی آپ کو حفظ تھی آپ کو کسی تحریر کی حاجت نہ تھی

آپ صحابہ کو یاد کرانے اور لکھنے کے لئے لکھاتے تھے جو کوئی لکھتے تھے وہ حضور کے سامنے لکھکر پھر اور صحابہ کو لکھاتے، مجمع الزوائد جلد اول صفحہ ۶۰ پر ایک حدیث ہے زید بن ثابت کہتے ہیں کہ میں حضور کے سامنے لکھکر صحیح کر کے پھر لوگوں میں لاتا تھا' اب ان تمام امور کو خیال میں رکھکر اس حدیث پر غور کیا جائے تو یہ نتیجہ بر آمد ہوتا ہے کہ جنگ یمامہ میں بہت سے حفاظ شہید ہوگئے تو حضرت عمرؓ کو خیال ہوا کہ اگر ایسے ہی دو چار معرکے ہوگئے اور حفاظ شہید ہوگئے تو عام اعتماد کا سلسلہ مفقود ہو جائے گا اور حفاظ کا خاتمہ ہو جائے گا، اور جو مجلدات تھے وہ گھریلو مجموعے تھے حضرت عمرؓ نے چاہا کہ ایک سرکاری جلد مرتب ہو جائے جو سب کے لئے سند اور حجت ہو کل کو کوئی یوں نہ کہہ سکے کہ یہ فلاں کا گھریلو قرآن ہے ہم کو اس پر اعتماد نہیں فلاں شخص کے پاس یہ ترتیب اس طرح ہے یا اس سورت کے ساتھ یہ آئتیں اور ہیں' اس مصلحت سے ایک جلد سرکاری مرتب کرانے کا مشورہ ہوا اور اس کا اہتمام اس طرح قرار پایا کہ نہ گھریلو مجلدات کو کافی سمجھا گیا نہ زید بن ثابت اور حضرت عمرؓ وغیرہ کی یاد کو کافی سمجھا گیا بلکہ اطمینان عام کی غرض سے منادی کرادی گئی جس کے پاس رسول کریمؐ کے سامنے کی تحریر ہے وہ معہ دو گواہ کے پیش کرے گواہوں کی شرط اس لئے قایم کی گئی کہ کوئی شخص تفسیری جملوں کے متعلق جزو قرآن ہونے کا دعویٰ نہ کر سکے تفسیر پر شہادت نہیں مل سکتی کیونکہ وہ لکھنے والے نے اپنے گھر بیٹھکر اپنے لئے لکھی ہے، اب حضورؐ کے سامنے جو تحریریں ہوئیں وہ پتھر اور کھجور کے پتوں وغیرہ پر تھیں

یہاں یہ بھی ظاہر کر دینا ضرور ہے کہ عرب میں قرطاس وغیرہ بھی اگرچہ لکھنے کی چیزیں تھیں لیکن جس چیز کی پائیداری مدنظر ہوتی تھی وہ کھجور کے پٹھوں، پتھر کے ٹکڑوں، اونٹ کے شانوں لکھی جاتی تھی اس زمانے میں لوگوں کا یہ خیال ہے پتھر کے ٹکڑوں سے مراد ایک ایک دو دو انچ کی کنکریں اور ہڈی معمولی حالت میں اور کھجور کے معمولی پٹھے ہوں گے لیکن یہ خیال غلط

ہے، لغت وتاریخ وغیرہ کی کتابیں دیکھیں تو معلوم ہو کہ سفید پتھر کی پتلی پتلی، چکنی چکنی تختی بنائی جاتی تھی اس کو لخاف کہتے تھے۔ بخاری کی حدیث میں بھی لوح کا لفظ ہے۔ (ومعہ الدواۃ واللوح) درخت کھجور کی شاخوں کی جڑ کے پاس شل چمڑے کے ایک کھال ہوتی ہے۔ اس کو گوند وغیرہ سے چکنا کر کے ورق بناتے تھے اس کو عسیب کہتے تھے اس طرح اونٹ کے شانے کی لمبی چوڑی ہڈی کو صاف کر کے تختی بناتے تھے، ہرن کی کھال کو صاف اور چکنا کر کے ورق بناتے تھے

ان سے اور عام حفاظ سے قرآن جمع کیا گیا اس امر کو زید بن ثابت نے بغرض اطمینان عام بیان کیا ہے کہ نہ تنہا میں نے تنہا اپنی یاد سے جمع کیا نہ گھریلو مجلدوں سے جمع کیا بلکہ ان تحریرات سے جمع کیا، جو مختلف اشیاء پر حضورؐ کے سامنے لکھی گئیں اور تمام حفاظ سے مدد لی گئی۔ تاکہ کسی کو شبہ وشکایت کا موقع نہ ملے، یہ تمام اہتمام اطمنان عام کے لئے تھا، ورنہ صحابہؓ نے اپنے گھریلو قرآن بہت جلد مرتب کئے ہیں حضرت علیؓ نے ایک قرآن تین دن میں محض اپنے حفظ سے مرتب کر لیا تھا یہ ان کے خاندان میں محفوظ تھا اس کو ابن الندیم نے ۳۷۷ھ میں دیکھا تھا اس نے لکھا ہے کہ اس کے چند ورق تلف ہو چکے تھے (الفہرست لابن الندیم)

صحابہ کی یاد اور حفظ ہی پر اگر نظر کی جائے تو اتنی طوالت کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی یہ طوالت یہ بیان خود بتاتا ہے کہ یہ ساری کارروائی اطمینان عام کے لئے کی گئی اور اس کو ظاہر کر دیا گیا۔

چونکہ وہ زمانہ عام شورش اور سازش کا تھا اس لئے ایسے کام کو اس خوبی سے سرانجام دینا کہ کسی کو شکایت وشبہ کا موقع نہ ملے، کوئی شریر کسی قسم کی بدظنی نہ پیدا کر سکے۔ بلاشبہ جوئے شیر لانا اور پہاڑ اٹھانے سے زیادہ دشوار تھا۔

ان مختلف تحریرات میں سورہ توبہ کی آخری آیت کسی کے پاس نہ نکلی وہ صرف۔

ابوخزیمہ لائے، یہ تو ظاہر ہے کہ مختلف اشیاء پر تحریرات تھیں کسی پر کچھ آئتیں تھیں کسی پر کچھ سورتیں ایک ہی تختی یا ایک ہی چیز پر سب کچھ نہ تھا، اس لئے اس آیت کا ایک شخص کے پاس سے برآمد ہونا محل تردد نہیں ہو سکتا اور یہ بھی نہیں کہ اس کو کوئی بھولے ہوئے تھا زید بن ثابت خود اس کے متعلق کہتے ہیں کہ جس کو میں نے رسول اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا اور پڑھا تھا

اسمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرء بھا۔

لیکن چوں کہ ایک اصول مقرر کر دیا گیا تھا کہ حضور کے سامنے کی تحریرات معہ گواہوں کے لی جائیں، اس لئے زید اپنی یا اپنے شرکار کار کی یاد پر نہ لکھ سکتے تھے، آخر اس کو ابو خزیمہ لائے اور وہ اُن کی شہادت پر قبول کی گئی اس کو بھی زید نے بنظر احتیاط بیان کیا ہے کیونکہ یہ بظاہر اُس اعلان کے خلاف قبول کی گئی جو اعلان کیا گیا تھا کہ ہر تحریر کے ساتھ دو شاہد ہوں اور اس کو تنہا ابوخزیمہ کے بیان پر قبول کیا گیا اس کی وجہ یہ تھی کہ ابوخزیمہ کو رسول کریم نے ذوالشہادتین قرار دیا تھا یعنی اُن کی ایک گواہی دو گواہوں کے برابر سمجھی جائے اور حضور کے عہد میں اس پر عمل ہوا تھا یہاں زید نے اس عمل پر تعامل صحابہ کو قایم کرنے کے لئے بیان کیا میرے خیال میں اس طرح اس حدیث پر غور کرنے سے تمام شکوک کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ اور قرآن مجید کی حفاظت پر پورا اطمینان ہو جاتا ہے کہ متفرق تحریرات کو لوگوں نے ایسا محفوظ رکھا کہ بلا اختلاف تمام قرآن مرتب ہو گیا۔

جب یہ قرآن مرتب ہو گیا تو حضرت ابوبکرؓ کے پاس رہا اس کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس رہا اس قرآن سے نہ کوئی نقل ہوئی نہ کبھی کسی کا اس کو دیکھنا مذکور ہے جو صاف اس کی دلیل ہے کہ لکھے لکھائے مجلد قرآن پہلے سے موجود تھے اور اس میں اور ان میں کوئی فرق ہی نہیں تھا جو کوئی نقل کرتا اور دیکھتا پھر خلیفہ کے پاس ہی رہنا بتاتا ہے کہ یہ سرکاری جلد تھی جو بغرض

اطمینان عام جمع کردی گئی تھی حضرت عمرؓ کے بعد وہ ام المومنین حضرت حفصہؓ کے پاس رہا حضرت عثمانؓ نے اس کو نہیں لیا کیوں کہ اس کی ضرورت ہی نہ تھی وہ خود کاتب قرآن تھے اور ان کے پاس جمع شدہ قرآن تھا۔

حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں بوجہ اختلاف قرات پر جمع قرآن کا معاملہ پیش ہوا۔ اور اب بھی بنظر احتیاط زید بن ثابتؓ ہی اس پر مامور کیے گئے۔ اور اس وقت بھی کسی کا گھریلو قرآن نہیں سامنے رکھا گیا نہ کسی کی یاد پر لکھا گیا، اب وہ سرکاری جلد کام آئی' اس کو منگایا گیا اور پھر بنظر احتیاط وہی منادی کرائی گئی کہ جس کے پاس عہد رسول کریمؐ کی تحریریات ہوں وہ معہ دو گواہوں کے پیش کرے، اسی طرح وہ تحریرات اس سرکاری جلد سے مقابلہ کرکے درج ہوئیں' احتیاط کی یہ انتہا ہے کہ آج بھی برسوں کے بعد وہ تحریرات ٹھیک اسی طرح لائی گئیں کسی نے اس میں کوئی تغیر نہیں کیا تھا' سورہ توبہ کی آخری آیت لانے والا آج بھی کوئی ابو خزیمہ کے سوا پیدا نہ ہوا اور وہ اسی طرح ذوالشہادتین کی شہادت پر قبول کی گئی۔

حاکم نے مستدرک میں روایت کی ہے (کہ قرآن تین مرتبہ مدون ہوا اول حضورؐ کے زمانہ میں دوم ابوبکرؓ کے زمانے میں سوم عثمانؓ کے عہد میں)

اس موقع پر یہ عرض کردینا بھی نامناسب نہ ہوگا کہ قرآن کی سورتوں کی ترتیب توقیفی ہے حضرت علیؓ اور حضرت ابن مسعودؓ کے متعلق یہ کہنا کہ انھوں نے کسی دوسری ترتیب پر قرآن مرتب کیا تھا صحیح نہیں کسی دوسری ترتیب یا ترتیب نزولی پر کوئی قرآن مرتب ہو ہی نہیں سکتا حضرت علیؓ کے لکھے ہوئے پارہ اور قرآن موجود ہیں حضرت ابن مسعودؓ کا لکھا ہوا قرآن "کتب خانہ شیخ الاسلام مدینہ" میں ہے جس کو کتب خانہ مذکور کے مدیر شیخ ابراہیم حمدی نے راقم سطور کو دکھایا تھا وہ اسی ترتیب پر ہے۔ اگر ضرورت ہوئی تو ترتیب کے متعلق علحدہ مضمون

ارسال کیا جا سکتا ہے۔

آخر میں میں یوروپین مصنفین و مورخین کے متعلق اس قدر عرض کرتا ہوں کہ اسلام کے متعلق ان حضرات کی تحقیقات مکمل نہیں نہ یہ علوم اسلامیہ سے پوری واقفیت رکھتے ہیں، انھوں نے اسلام پر خواہ مخواہ اعتراض کرنے کا ٹھیکہ لے لیا ہے، لہذا ان کے اکثر اعتراضات نہایت لچر ہوتے ہیں۔

اس سلسلہ میں یوروپین محققین کی ناواقفیت کی ایک دو مثالیں لکھکر میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

سر ولیم میور نے قرآن کے متعلق ایک نئی اصطلاح لکھی ہے جس سے کوئی مسلمان واقف نہیں اور جو کتاب میں مذکور نہیں یعنی وحی کامل اور اس کی تعریف یہ کی ہے

(کہ وحی کامل سے میری مراد بلاشک اس وحی سے ہے جو محمدؐ کے اخیر زمانہ میں موجود اور مروج تھی علاوہ اس کے جو شاید ضائع یا غارت یا غیر مستعمل ہو گئی ہو)

اس تحریر سے جس کی ابتدا میں آپ نے کچھ اسلام کی طرفداری کی ہے مقصد غالبًا تحت خط فقرہ ہے کہ آزاد خیال یورپ زدہ گروہ میں یہ خیال شائع ہو کہ قرآن کا کچھ حصہ ضائع بھی ہو گیا تھا۔ ورنہ اس کی کچھ اصل نہیں، قرآن کا کوئی حصہ ضائع نہیں ہوا، یہ محقق کی ناواقفیت اور نقص تحقیق کا نتیجہ ہے آپ نے کسی اسلامی کتاب میں یہ دیکھ لیا ہے کہ رسول کریمؐ کے آخر زمانہ کے اقوال سند ہیں جن پر آخر میں عمل درآمد رہا ہو۔ یہ اصول احادیث کے متعلق ہے محقق صاحب قرآن کے متعلق سمجھ گئے۔

ہمفری پریڈو ڈین آف مارویچ نے لکھا ہے کہ (محمد کے پاس پوری نقل قرآن کی کاغذ پر لائی گئی تھی اور انھوں نے اس کو ایک صندوق میں رکھا تھا جس کا نام صندوق رسالت تھا۔

اس مصنف کے اس قول کو دیکھ کر کون مسلمان ہوگا کہ جس کو ہنسی نہ آئے گی صندوق رسالت سے کوئی مسلمان واقف نہیں۔

میں نے بہت کوشش کی لیکن مضمون پھر بھی طویل ہوگیا میں چاہتا تھا کہ کچھ عربی زبان کے متعلق بھی لکھوں لیکن مضمون کی طوالت نے قلم روک دیا، اگر جناب ایڈیٹر صاحب اجازت دیں گے تو آئندہ عربی زبان کے متعلق بھی اپنے خیالات پیش کروں گا۔

حرفے زاد و دانش و دیں است ایں کہ ما

ہمہ صلاح خاطر دانا نوشتہ ایم،

---

(۱) تفسیر محمدی۔ تفسیر ابن کثیر کا اردو ترجمہ۔ کتب تفاسیر میں یہ وہی درجہ رکھتی ہے جو کتب احادیث میں صحیح بخاری، اس میں کلام اللہ کی تفسیر خود کلام اللہ سے پھر حدیث شریف سے پھر سلف صالحین سے معتبر و مستند اور نہایت صحیح و مفصل ہے۔ ڈھائی ہزار صفحات قیمت اصلی ۲۳ ناظرین برہان سے صرف ۲۰

(۲) اعلام الموقعین کا اردو ترجمہ، اس کتاب میں علامہ ابن القیمؒ نے تمام اسلامی مسائل کا فلسفہ بیان کیا ہے اور بدلائل ثابت کیا ہے کہ یہ سب عقل سلیم کے مطابق ہیں صفحات ایک ہزار قیمت ۱۰ روپے رعایتی ۸

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام خطبے اور وعظ معہ ترجمہ بطرز خطبہ، اس کے حصہ اول میں آنحضور صلعم کے ایک سو چوراسی (۱۸۴) خطبے معہ ترجمہ و حوالہ اور دوسرے حصہ میں حضورؐ کے دو سو سینتالیس (۲۴۷) خطبے درج ہیں ہدیہ رعایتی ہر دو حصص صرف دو روپے ۱۲ آنے، یہ تینوں کتب پتہ ذیل سے چوتھائی قیمت پیشگی بھیج کر طلب فرمائیے:۔

منیجر دفتر اخبار محمدی صدر بازار دہلی